مولانا ابو ریحان سیالکوٹی

قسط سوم

کشف سبائیت

قاضی صاحب کو میرا چیلنج

اس لئے قاضی صاحب کو میرا چیلنج ہے کہ وہ میری ساری کتاب میں سے کوئی ایک مقام ایسا بتلائیں جہاں میں نے ان کی عبارتوں سے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ وہ حضرت معاویہؓ کو "رضی اللہ عنہ" کا مصداق نہیں مانتے۔ میرا دعویٰ ہے کہ قاضی صاحب، ساری زندگی میری کتاب کا کوئی ایک مقام بھی ایسا نہیں بتلا سکتے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ قاضی صاحب مجھے تو الزام دیتے ہیں کہ میں نے ان کی عبارت نقل کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا اور مجھ سے جگہ جگہ سوال کرتے ہیں کہ میری فلاں عبارت کیوں نقل نہ کی۔ فلاں عبارت کیوں چھوڑ دی وغیرہ وغیرہ۔ میری گزارش ہے کہ آپ نے تبصرہ کرنے کیلئے جب میری یہ بحث پڑھی تھی تو یقیناً یہ "تنبیہ" بھی ضرور پڑھی ہوگی۔ کیا میں بھی پوچھ سکتا ہوں کہ پھر آپ اسکو یوں گول کیوں کر گئے؟ نیز کیا مجھے بھی یہ کہنے کی آپ اجازت دیں گے کہ آپ نے میری اس اہم "تنبیہ" کو اپنے قارئین سے چھپا کر دیانت سے کام نہیں لیا۔ کیا آپ کو اس سے ناگواری تو نہ ہوگی؟

ذکر "مدظلہ" کا

نمبر ۱ کے تحت ہی قاضی صاحب نے دوسری بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ

"اگر آپ میرے بارے میں یہی سمجھتے ہیں کہ میری تحریر میں حضرت معاویہؓ کی بےادبی پائی جاتی ہے تو پھر آپ مجھ کو "مدظلہ" کیوں لکھ رہے ہیں۔ آخر یہ تضاد بیانی کیوں ہے؟

(۱) حضرت! غلطی ہو گئی۔ معافی چاہتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ ساری زندگی کبھی بھولے سے بھی آپ کو "مدظلہ" نہ کہوں گا۔ امید ہے کہ اس دفعہ معاف فرما دیں گے۔ اب تک کا لکھا ہوا میرا "مدظلہ" بھی آپ واپس کرنا چاہیں تو بے شک کر دیں میں اپنا "مدظلہ" ہر وقت واپس لینے کیلئے تیار ہوں۔ کیونکہ آپ کو سمجھنے میں مجھ سے بہت بڑی بھول ہو گئی۔ اللہ معاف کرے۔

(۲) واقعی آپ کو "مدظلہ" لکھنے میں اور آپ کی تحریر میں حضرت معاویہؓ کی بےادبی سمجھنے میں آپ کے مزاج کے مطابق بہت بڑا تضاد ہے۔ اب اسکو اٹھانے کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک سے میں دستبردار ہو جاؤں۔ سو آپ کی تحریر میں حضرت معاویہؓ کی بےادبی کا پایا جانا تو جنگ جمل وصفین سے بھی زیادہ یقینی ہے اس سے دستبردار ہونا تو چڑھے سورج کا انکار کرنا ہے اس لئے اس سے تو میں دستبردار نہیں ہو سکتا البتہ آپ کو "مدظلہ" لکھنے سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دستبردار ہوتا ہوں۔

لیجئے یہ تضاد بیانی تو میں نے اپنی ختم کر دی لیکن اب آپ فرمایئے کہ سبائیات پر آپ کی عبارتوں کی موجودگی میں مدظلہ کی جگہ آئندہ آپ کو کیا لکھا کروں کہ پھر آپ کو مجھے میری اس قسم کی تضاد بیانی کا شکوہ نہ کرنا پڑے۔

(۴) پھر یہ بھی تو فرمایئے کہ اس قسم کی تضاد بیانی کا شکار آپ خود بھی تو ہوئے ہیں، اسکا کیا بنے گا؟ آپ حضرت معاویہؓ کو باغی، ظالم، جائر، قصوروار، اللہ کے حکم کی مخالفت کا مرتکب اور حکمینؓ کو گناہ، یقیناً سخت نافرمانی کا مرتکب بھی گردانتے ہیں اور انکو "جلیل القدر مجتہد صحابی" بھی لکھتے ہیں اور "رضی اللہ عنہم" کا مصداق بھی کہتے ہیں۔ نیز آپ اپنے سابقہ رفقاء کار حضرت مولانا ہزاروی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب (رحمہما اللہ) سے مذہبی و مسلکی بنیاد پر اختلاف بھی کرتے ہیں اور انکو "رحمہ اللہ" اور "رحمہما اللہ" اور "مرحوم" بھی لکھتے ہیں (کشف خارجیت ص۲۵۵-۲۶۰) کیا یہ ویسا ہی تضاد نہیں ہے جیسا آپ اوپر میری سمجھ اور میرے "مدظلہ" میں بتا آئے ہیں؟ پھر یہ تضاد بیانی بھی کیوں ہے؟ پھر میں نے تو آپ کی بتائی ہوئی دونوں متضاد باتوں میں سے ایک سے رجوع کر کے اپنی باتوں کا تضاد اٹھا دیا ہے کیا آپ بھی اپنی ان دونوں متضاد باتوں میں سے کسی ایک سے رجوع کر کے اپنی باتوں کا یہ تضاد اٹھانے کی جرأت کا مظاہرہ کریں گے؟

کیا میں نے عبارت درج کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا؟

"الجواب" کے نمبر ۲ کے تحت لکھتے ہیں کہ

"مؤلف ابوریحان موصوف نے میری عبارتیں درج کرنے میں بھی دیانت سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے خارجی فتنہ حصہ اول ص۴۷۶ کی عبارت پوری نہیں لکھی، جس سے میرا مقصد پوری طرح سمجھا جاسکتا تھا بلکہ مابعد کی عبارت کو چھوڑ کر انہوں نے اس کے متصل خارجی فتنہ ۵۴۸ کی عبارت درج کر دی ہے۔ کہاں ص۴۷۶ اور کہاں ص۵۴۸۔ کیا اسی کا نام تحقیق حق ہے؟" (صفحہ ۳۵) ؎۲

میں حیران ہوں کہ قاضی صاحب کے اس اغلوطے کو تجاہل عارفانہ کی بہترین مثال کہوں یا خطرناک تعبیری فروگذاشت کے جواب سے اپنی بے بسی و بے چارگی کی خفت کو چھپانے کی ایک ماہرانہ کوشش کہوں۔ کیونکہ میں نے یہاں قاضی صاحب کی عبارتوں کو درج کرنے میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی دیانت کے خلاف کام نہیں لیا بلکہ قاضی صاحب نے ہی میرے بارے میں اپنے قارئین کو شدید ترین مغالطہ دیا ہے۔ جیسا کہ گذارشات ذیل سے ان شاء اللہ ابھی معلوم ہوا چاہتا ہے۔

قارئین پہلے یہ ذہن نشین کرلیں کہ قاضی صاحب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہاں دو باتیں کہی ہیں،

ایک یہ کہ "وہ نہ مہاجرین میں سے تھے اور نہ انصار میں سے بلکہ تیسرے طبقے میں سے تھے جن سے اللہ کی رضا مشروط تھی، مہاجرین اولین اور انصار کی اچھے طریقے سے پیروی کرنے کے ساتھ"

؎۱ جیسا کہ جمعیت سے آپ کے استعفاء نامہ اور "احتجاجی مکتوب" سے عیاں ہے۔

؎۲ آپ نے بھی تو خلافت کے مسئلہ میں آیت استخلاف کے ساتھ آیت تمکین کو ملا کر استدلال کیا اور ایک کے مطلق کو دوسری سے مقید کیا ہے۔ (خارجی فتنہ ص۴۳۸، ۴۳۹ ج۱) حالانکہ آیت تمکین، سترہویں پارہ سورہ حج کی ہے اور آیت استخلاف، اٹھارہویں پارہ سورہ نور کی ہے۔ کہاں سترہواں پارہ اور کہاں اٹھارہواں پارہ؟ کہاں سورہ حج اور کہاں سورہ نور؟ کیا اسی کا نام تحقیق حق ہے؟ اگر آپ فرمادیں کہ ان دونوں آیتوں کو ملا کر ان سے استدلال اس لئے کیا ہے کہ یہ دونوں متعلق ایک ہی مسئلہ (خلافت) سے ہیں۔ تو عرض خدمت اقدس میں یہ ہے کہ آپ کی ص۴۷۶ اور ص۵۴۸ کی دونوں عبارتیں بھی ایک ہی مسئلہ سے متعلق ہیں۔ کما سنذکرہ ان شاء اللہ۔

دوسری یہ کہ "انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے مہاجر اول اور موعود خلیفہ راشد کی یہ پیروی نہیں کی تھی، بلکہ الٹا ان کی مخالفت اور ان سے لڑائی کی تھی۔"

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق قاضی صاحب کی انہی دونوں استدلالی باتوں کا وہ سباتی نتیجہ ہے جس کی نشان دہی میں نے کی ہے اور جس پر قاضی صاحب سٹپٹا رہے ہیں، یعنی یہ کہ "صحابہ کرامؓ کے لئے رضاء الٰہی کے خدائی شرف سے حضرت معاویہؓ کا مشرف نہ ہو سکنا اور "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" کی خدائی سند کا مستحق نہ بن سکنا"

اور اب ملاحظہ ہو میرے بارے میں مظہری مغالطہ دہی کی حقیقت۔

مظہری استدلال کا سباتی نتیجہ ص۵۴۸ والی عبارت پر موقوف نہیں بلکہ اس کا مدار تنہا ص۲۷۶ والی عبارت پر ہے

سو اس سلسلے میں پہلی گذارش تو یہ ہے کہ قاضی صاحب کی عبارتوں کو درج کرنے میں دیانت سے کام نہ لینا تب ہو سکتا تھا جب کہ حضرت معاویہؓ کے خلاف مظہری استدلال کی مذکورہ دونوں باتیں خارجی فتنہ کی تنہا ص۲۷۶ والی عبارت میں موجود نہ ہوتیں بلکہ ان میں سے ایک بات تو اس صفحہ والی عبارت میں ہوتی اور دوسری بات اس کی ص۵۴۸ والی عبارت میں ہوتی اور میں نے ایک بات تو خارجی فتنہ کے ص۲۷۶ سے لی ہوتی اور دوسری اس کے ص۵۴۸ سے، پھر ان دو مختلف جگہوں کی دو مختلف عبارتوں کو جوڑ کر قیاس بنایا ہوتا اور اس سے مذکورہ سباتی نتیجہ نکالا ہوتا، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جو بات قاضی صاحب نے ص۵۴۸ والی عبارت میں کہی ہے وہی بات بعینہ خود ص۲۷۶ والی عبارت میں بھی موجود ہے اور مظہری استدلال کے سباتی نتیجہ کی نشاندہی میں میرا اصل استدلال بھی اسی عبارت سے ہے کیونکہ قاضی صاحب کی مذکورہ جن دو باتوں پر اس عبارت کے سباتی نتیجہ کا دار و مدار ہے وہ دونوں باتیں یک جا اسی عبارت میں مذکور ہیں۔ ص۵۴۸ والی عبارت میں تو ان میں سے صرف پہلی بات مذکور ہے اور دوسری بات اختصار کی وجہ سے مذکور ہی نہیں ہے۔ اس لئے ص۲۷۶ والی اصلی استدلالی عبارت کے ساتھ یہ عبارت تو میں نے محض تائید مزید کے لئے ذکر کی ہے ص۲۷۶ والی عبارت سے زائد کسی بات کے اثبات کے لئے قطعاً ذکر نہیں کی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ قاضی صاحب نے ص۵۴۸ والی عبارت میں یہی بات تو کہی ہے کہ "حضرت معاویہؓ تو والذین اتبعوھم باحسان کے طبقہ میں تھے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے راضی ہونے

کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ مہاجرین وانصار کی حسن اسلوب سے پیروی کریں" اور یہ وہ بات ہے جو بعینہٖ تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ خود ص۴۷۶ والی اس عبارت میں بھی موجود ہے جس کا نمبرا اصل استدلال ہے جب ص۵۴۸ والی عبارت میں کہی گئی بات خود ص۴۷۶ والی اصل استدلالی عبارت میں ہی موجود ہوئی تو وہ محض تائید مزید کے لئے ہوئی منظہری استدلال کے سبائی نتیجہ کا موقوف علیہ نہ ہوئی بلکہ اس کا تمامتر دارومدار تنہا ص۴۷۶ والی عبارت پر ہی ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ص۵۴۸ والی عبارت درمیان سے اگر بالکل حذف ہی کردی جائے تو ص۴۷۶ والی اصل عبارت کے سبائی نتیجہ پر ایک ذرہ بھر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کا وہ سبائی نتیجہ صرف ص۴۷۶ والی عبارت کے بغیر بھی اپنی جگہ جوں کا توں ہی رہتا ہے۔ جب حضرت معاویہؓ سے خلاف منظہری استدلال کا سبائی نتیجہ صرف ص۴۷۶ والی عبارت پر ہی موقوف ہوا اور ص۵۴۸ والی عبارت میں کہی گئی بات خود ص۴۷۶ والی عبارت میں بھی موجود ہوئی۔ تو اب قارئین ہی خدا لگتی کہیں کہ ص۴۷۶ والی عبارت کے ساتھ محض تائید مزید کے لئے ص۵۴۸ والی عبارت کو بھی میرا درج کر دینا دنیا کے کس قانون میں دیانت کے خلاف قرار پا سکتا ہے؟

میں نے دونوں عبارتوں کی مُسلسل ایک عبارت نہیں بنائی بلکہ دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے

دوسری گذارش یہ ہے کہ منظہری استدلال کی مذکورہ دونوں استدلالی باتوں میں سے ایک بات بالفرض اگر میں نے ص۴۷۶ سے اور دوسری بات ص۵۴۸ سے ہی لے کر قیاس بنایا اور نتیجہ نکالا ہوتا تو جس طرح میں نے ان عبارتوں کو درج کیا ہے اس طرح درج کرنے کو دیانت کے خلاف تو تب بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ میں نے دونوں جگہوں کی دونوں عبارتوں کو ایک دوسری میں گڈمڈ نہیں کیا، دونوں کو ایک ہی عبارت بنا کر ایک ہی حوالہ سے ایک ہی مسلسل عبارت کی حیثیت سے ان کو درج نہیں کیا، بلکہ دونوں عبارتوں کو ایک دوسری سے بالکل الگ الگ کر کے ہر ایک کو اسی کے اپنے حوالے سے علیحدہ علیحدہ درج کیا ہے اور ظاہر ہے کہ متعدد عبارتوں کو ان کے اپنے اپنے حوالے سے علیحدہ علیحدہ درج کرنا دنیا کے کسی ضابطے اور قاعدے میں بھی دیانت کے خلاف نہیں کہلا سکتا؛

دونوں عبارتیں ایک دوسری کی غیر نہیں بلکہ عین ہیں

تیسری گذارش اس سلسلے میں یہ ہے کہ قاضی صاحب کی ص۵۴۶ اور ص۵۴۸ والی دونوں عبارتوں کو گڈمڈ کر کے ان کو ایک ہی مسلسل عبارت کی حیثیت سے بھی اگر میں نے بالفرض درج کیا ہوتا تو دیانت کے خلاف قرار کو یہاں میرے اس طرح درج کرنے کو پھر بھی نہیں کہا جا سکتا تھا، کیونکہ حضرت معاویہؓ سے متعلق قاضی صاحب کی ص۵۴۸ والی عبارت اسی سلسلے کی ان کی ص۵۴۶ والی عبارت سے الگ کوئی اور مستقل عبارت نہیں بلکہ بعینہٖ اسی کا خلاصہ اور اعادہ ہے۔ اس میں قاضی صاحب نے کوئی نئی بات بیان نہیں کی بلکہ اسی پہلی بات کو ہی دہرایا ہے۔ پہلی یعنی ص۵۴۶ والی عبارت میں بھی حضرت معاویہؓ سے متعلق انہوں نے یہی بتلایا تھا "کہ وہ تیسرے طبقے سے تھے جن سے اللہ کی رضا مشروط تھی، مہاجرین و انصار کی اتباع باحسان کے ساتھ" اور اس دوسری یعنی ص۵۴۸ والی عبارت میں بھی انہوں نے اسی بات کو دہرایا ہے، قاضی صاحب کی یہ دونوں عبارتیں ایک دوسری کی غیر نہیں بلکہ عین ہیں، دونوں کا موضوع ایک ہے، الفاظ تقریباً ایک ہیں، دونوں کا معنی و مفہوم اور مطلوب و مقصود بالکل ایک ہے، دونوں سے حضرت معاویہؓ کے خلاف مظہری استدلال اور طرزِ استدلال ایک جیسا ہے دونوں کا نتیجہ و مفاد ایک ہے، فرق صرف تفصیل و اجمال کا ہے کہ ص۵۴۶ والی عبارت اصل اور مفصل ہے، جبکہ ص۵۴۸ والی عبارت بعینہٖ اسی کا اختصار و تکرار ہے۔

اصل قصہ یہ ہے کہ قاضی صاحب کی کتاب —— خارجی فتنہ، حصہ اول —— کا اصل حصہ اس کے ص۵۴۳ تک ختم ہو گیا ہے۔ یہاں سے آگے ختمِ کتاب تک پچھلی ساری کتاب کا خلاصہ ہے جو قاضی صاحب نے خود ہی کیا ہے اور اس کا انہوں نے عنوان ہی یہ رکھا ہے کہ "حضرت علی المرتضیٰؓ کے حق و صواب ہونے پر دلائل کا خلاصہ" اس عنوان کے تحت انہوں نے پہلے تمام مضامین کا خلاصہ دیا ہے، یہاں زیرِ بحث قاضی صاحب کی دونوں عبارتوں میں سے ص۵۴۶ والی عبارت، کتاب کے اصل حصے میں ہے اور ص۵۴۸ والی ان کی عبارت کتاب کے خلاصے والے حصے میں ہے۔ یہ دونوں عبارتیں حقیقۃً ایک ہی ہیں جو مکرر ہونے کی وجہ سے صورۃً دو ہو گئی ہیں۔ اس لئے اگر میں نے ان دونوں عبارتوں کو ایک دوسری میں گڈمڈ کر کے ان کی مسلسل ایک ہی عبارت بھی بالفرض بنا دی ہوتی تو وہ مختلف عبارتوں کی ایک عبارت نہ بنتی بلکہ ایک ہی مکرر عبارت کی بحذف التکرار ایک ہی عبارت

ہوتی، اور کسی مکرر عبارت کے مکررات کو حذف کر کے اس کو غیر مکرر ایک ہی عبارت کی صورت میں درج کر دینا قاضی صاحب کے ہاں دیانت کے خلاف ہو تو ہو لیکن دُنیاءِ تصنیف و تالیف کے کسی بھی ضابطے، قاعدے میں یہ دیانت کے خلاف ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

الغرض میرا اصل استدلال قاضی صاحب کی صرف ص۴۷۶ والی عبارت سے ہے اور ص۵۴۸ والی عبارت میں نے محض تائید مزید کے لیئے درج کی ہے، اس کے ہونے نہ ہونے سے ص۴۷۶ والی عبارت کے معنیٰ و مفاد اور اس کے سیاقی نتیجہ میں کچھ بھی فرق نہیں پڑتا، اور اس کو میں نے ص۴۷۶ والی عبارت کے ساتھ ایسا گڈمڈ بھی نہیں کیا ہے کہ دونوں عبارتوں میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا ہو بلکہ ہر ایک کو دوسری عبارت سے خوب ممتاز کر کے ہر ایک کو اس کے اپنے ہی حوالے سے ذکر کیا ہے، نیز دونوں عبارتیں آپس میں ایک دوسری کی غیر نہیں — بلکہ عین ہیں، اگر میں ان کو گڈمڈ کر کے ان کی ایک ہی عبارت بنا بھی دیتا تو دیانت کے خلاف تب بھی نہ ہوتا۔ لہذا قاضی صاحب کا میرے بارے میں یہ کہنا کہ میں نے ان کی عبارتیں درج کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا، بجائے خود دیانت کا خون کرنا ہے۔

اور یہ چیز قاضی صاحب بھی خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں اسی لیئے انہوں نے یہ شوشہ تو چھوڑ دیا کہ "ابوریحان نے میری عبارتیں درج کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا، ص۴۷۶ کی عبارت میں ص۵۴۸ کی عبارت درج کر دی ہے، کہاں ص۴۷۶ اور کہاں ص۵۴۸" (ملخصاً) لیکن یہ بات انہوں نے نہیں چھیڑی کہ ص۴۷۶ والی عبارت کے درمیان ص۵۴۸ والی عبارت درج کرنے سے ص۴۷۶ والی اصل عبارت کے معنیٰ و مفہوم، مطلوب و مقصود اور اس کے سیاقی نتیجہ و مفاد میں کچھ فرق پڑا یا نہیں؟ اگر فرق پڑا تو کیا؟ حالانکہ یہاں بتانے کی اصل چیز یہی تھی، اگر ص۵۴۸ والی عبارت کو درمیان میں درج کرنے نہ کرنے سے ص۴۷۶ والی عبارت کے معنی و مفاد اور اس کے سیاقی نتیجہ میں کچھ بھی فرق پڑتا ہوتا تو نا ممکن تھا کہ قاضی صاحب، آسمان سر پر نہ اٹھاتے، پھر وہ پہلے یہی بتاتے کہ دیکھو جی! میری ص۴۷۶ والی عبارت کا اصل معنیٰ و مفہوم اور مفاد و مقصود تو یہ تھا لیکن ابوریحان نے درمیان میں ص۵۴۸ والی عبارت درج کر کے اس کے اصل معنیٰ و مفہوم کے خلاف اس کا یہ معنیٰ و مفہوم بنا دیا اور اس کے اصل نتیجہ کے برعکس اس سے یہ نتیجہ نکال لیا لیکن قاضی صاحب چونکہ خوب جانتے تھے کہ ص۵۴۸ والی عبارت درمیان میں درج ہو یا درج نہ ہو اس سے ص۴۷۶ والی عبارت کے سیاقی نتیجہ میں ایک ذرہ بھر بھی کوئی فرق نہیں پڑتا

بلکہ اس کا نتیجہ بہرصورت وہی نکلتا ہے جس کی نشان دہی ابوریحان نے کی ہے، اس لئے وہ اس طرف نہیں آئے، انہوں نے قارئین کو یہ نہیں بتایا کہ ان عبارتوں سے ابوریحان کا بتایا ہوا سباتی نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں؟ ابوریحان ان عبارتوں کا یہ نتیجہ بیان کرنے میں ان عبارتوں کو سمجھا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں سمجھا تو غلطی کیا اور کہاں کی ہے؟ بلکہ انہوں نے اپنے قارئین کا رخ ان عبارتوں کو درج کرنے کے ریحانی طریقے اور حضرت معاویہؓ سے متعلق مظہری عقیدے کی طرف موڑ دیا اور ان عبارتوں کے سباتی نتیجے والی اصل بات کو طرح دے گئے، جس کو ان کی خالص مغالطہ دہی کے سوا شاید اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

آخری بات

لیکن ان سب کے باوجود بھی قاضی صاحب اگر اسی پر مُصر ہوں کہ میں نے ان کی عبارتیں درج کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا تو لیجئے ص۴۸ والی عبارت درمیان سے نکال دیتا ہوں اور صرف ص۴۷ والی عبارت کے ہی پیشِ نظر اب بھی وہی کہتا ہوں کہ یہ مظہری عبارت، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو رضاء الٰہی سے محروم بتاتی ہے، کیونکہ اس میں قاضی صاحب نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں دو باتیں کہی ہیں، ایک یہ کہ "وہ، وہ ہیں جن سے اللہ کی رضاء مشروط تھی، مہاجرین و انصار کی اچھے طریقے سے پیروی کرنے کے ساتھ" اور دوسری یہ کہ "یہ پیروی انہوں نے نہیں کی تھی بلکہ پیروی کرنے کی بجائے اُلٹا صرف زبانی ہی مخالفت نہیں بلکہ عملی جنگ تک کی تھی"

قاضی صاحب کی ان دونوں باتوں کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا کہ حضرت معاویہؓ، صحابیؓ کے لئے "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کی خدائی سند کے مستحق نہیں بن سکے، کیونکہ جب انہوں نے حضرت علیؓ کی وہ پیروی نہ کی جو رضاء الٰہی کی شرط تھی، تو رضاء الٰہی کی شرط نہ پائی گئی، جب رضاء الٰہی کی شرط نہ پائی گئی تو رضاء الٰہی خود نہ پائی گئی، اور جب ان کے لئے رضاء الٰہی نہ پائی گئی تو وہ "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کے مصداق نہ بن سکے۔

اب قاضی صاحب فرمائیں کیا فرماتے ہیں۔؟ اب تو میں نے ص۴۸ والی عبارت درمیان سے نکال دی ہے اور صرف ص۴۷ والی عبارت کا ہی نتیجہ اور مفاد بیان کیا ہے، اب قاضی صاحب ارشاد فرماویں کہ ان کی اس عبارت کا اور حضرت معاویہؓ کے خلاف ان کے اس استدلال کا یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں؟ اگر نتیجہ یہی نکلتا ہے تو آپ کی یہ عبارت سبائیت کی حامل ہوئی یا نہیں؟ اور اگر یہ نتیجہ نہیں نکلتا تو بسم اللہ! پھر اس کا صحیح نتیجہ دلیل سے بیان کیجئے!